شان محدث اعظم پاکستان

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از

فاتح مناظرہ جھنگ

شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



شانِ محدثِ اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْمَجْدِ وَالْعُلٰی خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ رُسُلِهٖ وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِی دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلَیْهِ رَبُّهٗ مَا اَوْحٰی مُحَمَّدَنِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰی کَافَّةِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْکُرَمَاءِ الشُّرَفَاءِ وَالتَّابِعِیْنَ لَهُمْ بِالْاِحْسَانِ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَاءِ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ [سورۃ یونس آیت:63،62]

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

- صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ۔
- اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔
- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه : وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔
- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ : وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ

يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ: وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔

میں نے قرآن مجید سے جو مقدس کلمات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں اللہ رب العزت نے اپنی مقبول ہستیوں کا تعارف بھی کرایا ہے ان کا مرتبہ اور مقام بھی بیان کیا ہے اور ان کی عاقبت اور ان کا انجام بھی بیان فرمایا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ [سورۃ یونس آیت:62]

ترجمہ: آگاہ رہو غور سے سنو! دلوں کے کان کھول کے سنو! کہ بے شک جو اللہ کے ولی ہیں۔

لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ان کے لیے ڈر نہیں ہے اور ان کے لیے غم نہیں ہے یعنی جس چیز کو وہ پسند نہیں کرتے وہ ان کے قریب پھٹکنے نہیں دی جائے گی اور جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں وہ ان سے دُور جانے نہیں دی جائے گی گویا جو وہ چاہیں گے وہی ہو گا جو نہیں چاہیں گے وہ نہیں ہو گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تعارف کرایا کہ ولی کون ہوتے ہیں؟

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾﴾ جن کا دل نُورِ ایمان کے ساتھ منوّر رہو جن کا ظاہر شریعت کا چلتا پھرتا نمونہ ہو تقوے اور پرہیز گاری کا مجسمہ ہو وہ لوگ ولی ہوتے ہیں تو ان کلماتِ طیبات میں ولی کا تعارف کرایا گیا ہے اور اولیاء کرام اللہ رب العزت کے ولی ہیں اللہ رب العزت نے ان کا مقام ان کا مرتبہ بیان کیا ہے۔

﴿لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾﴾ میں ان کا مقام بیان کیا گیا ہے ان کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اللہ رب العزت کے محبوب بن گئے فنا فی اللہ، بقاء باللہ کے مقام پہ فائز ہو گئے ہیں تو پھر انہیں نہ کسی قسم کا ڈر ہو سکتا ہے نہ خوف ہو سکتا ہے نہ ہی

حزن وملال ہوسکتا ہے۔اولیاء ولی کی جمع ہے ولی وَلْیٌ سے ہوتو اس کا معنیٰ ہوتا ہے قریب ہونا ۔تو اولیاء اللہ کا مطلب کیا ہوا کہ اللہ اُن کے قریب ہے اور وہ اللہ کے قریب ہیں ایک معنیٰ یہ ہوا یا وِلایت سے ہے تو اس کا معنیٰ تصرّف ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ رب العزت جن کے امور کا، معاملات کا ذمہ دار بن جاتا ہے کہ تم مجھے یاد کرتے رہو تمہارے معاملات سمیٹنا میرے ذمے آ گیا تو مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کو اپنی کائنات کے اندر اختیار عطا فرماتا ہے تصرّف کا اذن عطا فرماتا ہے اپنے خزانے ان کے حوالے کرتا ہے اپنی طرف سے اختیارات ان کو سونپتا ہے ایک معنیٰ یہ ہو گیا اور اگر وَلایت سے ہو تو اس کا مطلب ہے محبت ۔تو مطلب کیا ہوا کہ اللہ رب العزت ان کا محب ہے اور وہ اللہ رب العزت کے محب ہیں اللہ رب العزت ان کا محبوب ہے اور وہ اللہ رب العزت کے محبوب ہیں۔

تو اس طرح اولیاء اللہ کے لفظ میں ان کا جو مرتبہ اور مقام ہے وہ بیان کیا گیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کے صدقے اُمت کے اندر بھی ایسی ہستیاں پیدا فرمائی ہیں جو صحیح معنوں میں نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پہ چلیں، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پہ عمل کریں تو اللہ رب العزت ان کو بھی محبوبیت کا مقام عطا فرما دیتا ہے اللہ رب العزت نے محبوب پاک ﷺ کو حکم دیا کہ اے محبوب آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ تم اگر اللہ رب العزت کے محب بننا چاہتے ہو تو اللہ رب العزت تمہارا محبوب ہونا بھی قبول نہیں کرے گا جب تک کہ میری غلامی کا پٹہ تمہارے گلے میں نہیں ہو گا اگر تم میری غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالو گے تو صرف یہ نہیں کہ اللہ تمہارا محب ہونا قبول کرے گا بلکہ اللہ رب العزت خود تمہارا محب بن جائے گا اور تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ [آل عمران:31]

اعلان کر دو لوگوں کو کھول کے بتا دو کہ اگر تم اللہ رب العزت کے محب ہو میری غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالے بغیر اللہ رب العزت تمہارا محب ہونا بھی قبول نہیں کرے گا خواہ تم اپنی سا

ری جائیدادیں اللہ رب العزت کی راہ میں لُٹادو۔ ہر رات قیام میں گزارو، ہر دن روزے میں گزارو تو تب بھی اللہ تمہارا محب ہونا قبول نہیں کرے گا لیکن جب میری غلامی کا پٹہ تمہارے گلے میں ہوگا تو پھر صرف یہ نہیں کہ تمہارا محب ہونا قبول کرے گا بلکہ اللہ رب العزت خود تمہارا محبوب بن جائے گا اور تمہیں اپنا محبوب بنالے گا تو پھر جن کے غلام رب کے محبوب بن جائیں وہ خود کتنے بڑے محبوب ہوں گے۔ محبوب کوئی خالی ایک نام میں اضافہ نہیں ہوجاتا جس طرح بندہ حج کر کے آئے تو حاجی صاحب اس کے نام کا جز بن جاتا ہے الحاج اس کے نام کا حصہ بن جاتا ہے تو یہ کوئی نام میں صرف لفظ کا اضافہ نہیں ہوجاتا بلکہ اللہ رب العزت کے ہاں ایک اعزاز ہے، ایک مرتبہ ہے، ایک مقام ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب اللہ اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو جبریل امین کو پکار کے فرماتا ہے۔

اِنِّیْ اَحْبَبْتُ فُلَا نًافَاَحْبِبْهُ۔

میں فلاں بندے کو اپنا محبوب بنا چکا ہوں لہٰذا تُو بھی اس کو اپنا محبوب بنا اور تُو اس کا محب بن۔ اللہ رب العزت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دے تو حضرت جبریل علیہ السلام کی مجال ہے کہ اللہ رب العزت کا حکم نہ مانے، اس بندے کا محب نہ بنے اور اسے اپنا محبوب نہ سمجھے تو جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں حضور وہ میرا بھی محبوب ہے میں اسکا محب ہوں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اتنا کافی نہیں کہ تیرے میرے درمیان یہ ایک راز رہ جائے کہ وہ میرا بھی محبوب تیرا بھی محبوب بلکہ ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں میں منادی کر، اعلان کر کہ فلاں شخصیت کو اللہ اپنا محبوب بنا چکا ہے لہٰذا تم سارے اس کو اپنا محبوب بناؤ ، اس کو اپنا محبوب سمجھو ذرا اس عزت کو دیکھو کہ اللہ منادی کرارہا ہے جبریلِ امین علیہ السلام منادی کررہے ہیں اور اس بندے کو جو زمین پر لیٹنے والا ہے ناک اور ماتھا زمین پر رگڑنے والا ہے بوسیدہ پرانے کپڑوں والا ہے پراگندہ بکھرے بالوں والا ہے اور لوگوں کے دروازے پہ جائے تو وہ سوالی سمجھ کے اسے دھکے دے کے ہٹادیں اسے اپنے دروازے پر

بحیثیت سوالی کے بھی کھڑا نہ ہونے دیں لیکن اللہ رب العزت کے ہاں مرتبہ اور مقام کیا ہے کہ اللہ محب ہے اور یہ محبوب ہے۔

آسمان پر فرشتوں کا سجدہ ریز ہونا:

جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے ساتوں آسمانوں میں منادی کرائی جا رہی ہے اور ساتوں آسمانوں کے گنبد اس کے منصبِ محبوبیت کے ساتھ گونج رہے ہیں آسمانوں میں چپے چپے پر فرشتے موجود ہیں اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے:

مَا فِيْهَا مَوْ ضِعُ اَرْبَعِ اَصَا بِعَ اِلَّا وَفِيْهِ مَلَكٌ وَا ضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ۔

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سن رہا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ بیشک آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانے کا حق بھی ہے، اس لیے کہ اس میں چار انگل کی بھی جگہ نہیں خالی ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور رکھے ہوئے ہے، اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر

وہ تم لوگ بھی جان لو تو ہنسو گے کم اور روؤ گے زیادہ اور بستروں پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو گے، اور یقیناً تم لوگ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے میدانوں میں نکل جاتے"، (اور ابوذر رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے کہ" کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا"۔

(سنن ابنِ ماجه: 4190 ،سنن ترمذی رقم الحديث: 2312 ،السلسلة الصحيحة: 1722)

ہر آسمان کے چپے چپے کی جگہ پر فرشتے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں عبادات میں مصروف ہیں آپ ضلع فیصل آباد کو چپّوں کے ساتھ ناپو، پیمائش کرو تو کتنے کروڑوں چپے بن جائیں گے پورے پنجاب کو ناپو تو پھر کہاں تک نوبت پہنچے گی پورے پاکستان کو چپوں کے ساتھ ناپو پھر کتنی گنتی بنے گی پوری زمین کی پیمائش کرو۔ زمین درمیان میں ہے آس پاس آسمان محیط ہیں بظاہر ہمارے اُوپر آسمان ہے اس زمین کے نیچے بھی اسی طرح آسمان ہے آپ کے قدموں کے نیچے زمین کی دوسری طرف امریکہ موجود ہے تمہارے ہاں دن کے بارہ بج رہے ہوتے ہیں تو وہاں رات کے تقریباً بارہ بج رہے ہوتے ہیں۔

تمہارے ہاں آدھی رات ہو تو وہاں دن کے تقریباً بارہ بج رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف وہ ہے ان کے اُوپر بھی اسی طرح آسمان ہے ستارے ہیں تو یہ آسمان زمین کے گرد محیط ہے اور زمین سے پہلے آسمان کی چھت ہزار میل کی مسافت پر نہیں بلکہ ہزار سال کی مسافت پر ہے تو پہلے آسمان کی چھت کو چپّوں کے ساتھ ناپو تو کتنے چپے بنیں گے پھر دوسرے آسمان کی چھت اس سے اُوپر ہزار سال کی مسافت پر ہے وہ ہزار سال دوسرے آسمان سے اُوپر ہے پھر وہ بھی پہلے آسمان کے گرد محیط ہے زمین کو بھی محیط ہے پہلے آسمان کو بھی محیط ہے اسی طرح تیسرا چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں آسمان یہ سارے محیط ہیں تو پھر ان کی چھت چپے چپے کے ساتھ ناپو پیمائش کرو تو کہاں تک نوبت پہنچے گی تو جتنے بھی فرشتے ہیں ان گنت فرشتے ہیں۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ

ترجمہ: اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

[سورۃ المدثر آیت:31]

ان کی گنتی اللہ ہی جانتا ہے عام مخلوق کے بس کی بات نہیں ہے لیکن وہ سارے کے سارے محب بن جاتے ہیں اور یہ بندہ محبوب بن جاتا ہے کتنے لاتعداد اس کے محب بن گئے اور یہ کتنی نوری ہستیوں کا محبوب بن چکا ہے جب وہاں منادی ہو جاتی ہے تو اللہ رب العزت فرماتا ہے اب زمین پہ جا کسی بلند جگہ پہ کھڑا ہو کر زمین والوں کو بھی سنا دے کہ او زمین والو! ذرا دلوں کی کھڑکیاں کھول کے سن لو، کانوں کے پردے ہٹا کے سن لو کہ فلاں بندے کو اللہ محبوب بنا چکا ہے لہٰذا تم بھی اسے اپنا محبوب بناؤ۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

فَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ۔

تو پوری زمین کے اندر وہ مقبول اور محبوب سمجھا جاتا ہے عام مسلمان بھی اس سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ جنگل کے جانور اور درندے بھی اس کے ساتھ محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ دشمن کی قید میں تھے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تن تنہا جنگل میں پہنچے۔ بے سروسامان ہیں ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہیں ہے تو شیر دھاڑتا ہوا، گرجتا ہوا حملہ آور ہوتا ہے وہ سوچتے ہیں نہ تلوار ہاتھ میں ہے نہ تیر کمان ہے۔ نہ نیزہ ہے تو میں اپنا دفاع کیسے کروں، بچاؤ کیسے کروں۔ سوچ سوچ کے فیصلہ کیا تو کیا کیا کہ اور تو ہتھیار کوئی نہیں کم از کم اسے اپنا تعارف تو کرا دیں کہ اگر تو اس جنگل کا بادشاہ ہے تو کسی بادشاہ کی غلامی کا پٹہ میرے گلے میں بھی ہے لہٰذا جنگل کے بادشاہ ذرا سوچ کے حملہ کرنا میں تنہا نہیں ہوں کوئی میرا بھی والی وارث ہے کسی بادشاہ کی غلامی کا پٹہ میرے گلے میں بھی ہے چنانچہ آپ نے عربی بولی میں اس شیر کو کیا کہا:

يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَولٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

(البداية و النهاية، 338/5، اتحاف الخيرة المهرة، للامام البوصيری: 277/7، مشکوٰۃ شریف باب الکرامات)

او شیر ذرا سوچ سمجھ کے حملہ کرنا میں رسول اللہ کا غلام ہوں شیر کو یہ تعارف کرا رہے ہیں کہ میں رسول اللہ کا غلام ہوں۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

فَبَصْبَصَ لَہُ الْاَسَدُ۔

یہ الفاظ سنتے ہی شیر آپ کے قدموں پہ گر پڑا اور وہ جنگل کا بادشاہ غلام بن رہا ہے پاؤں چاٹ رہا ہے دُم ہلا رہا ہے اور زبانِ حال سے کیا کہہ رہا ہے اگر تم اس ہستی پاک کے غلام ہو تو ہم ان کے غلاموں کے بھی غلام ہیں تو جنگل کے شیر کو کون بتا گیا تھا کہ کوئی اللہ کا رسول بھی ہے پھر صرف ان کا ادب لازم نہیں ان کی خدمت لازم نہیں بلکہ جو ان کے غلام ہوں ان کی خدمت بھی لازم ہے کون انہیں تبلیغ کرنے گیا تھا ظاہر ہے نہ ہماری دعوت اسلامی وہاں گئی تھی نہ بستر چٹک پارٹی وہاں گئی تھی تو انہیں کس نے بتایا کہ اللہ کا رسول بھی ہے اللہ کا محبوب ہے اس کے غلاموں کی بھی غلامی لازم ہے ان کا ادب واحترام لازم ہے تو پتہ چلا یہ جو جبریلِ امین کے ذریعے خدائی منادی تھی۔ اس کے ذریعے ہر ایک کو پتہ ہے کہ اللہ کے رسول ہیں محبوب ہیں بلکہ محبوب گر ہیں تو ان کے غلاموں کا بھی ادب ہم پر لازم اور ضروری ہے اور ان کی خدمت لازم اور ضروری ہے تھوڑا سا اس طرف بھی غور فرمائیں کہ شیر کے سامنے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ شیر کی زبان میں بات نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنی عربی بولی میں بات کر رہے تھے لیکن شیر کو ان کی عربی سمجھ آ گئی۔

پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کے غلاموں میں یہ طاقت اور پاور ہوتی ہے کہ وہ جنگل کے جانوروں کو بھی اپنی بولی سمجھا لیتے ہیں وہ ان پڑھ ضرور ہوتے ہیں، بے عقل ضرور ہوتے ہیں، بے علم ضرور ہوتے ہیں مگر ہمارے دیکھنے کے لحاظ سے نہ کہ اللہ کے لحاظ سے بے عقل، بے

علم ہوتے ہیں نہ رسول پاک ﷺ کے لحاظ سے بے عقل اور بے علم ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے اللہ و رسول کے ہاں ان کو عام انسانوں کی نسبت زیادہ معرفت اور علم ہو تو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کیا تھا کہ میں عربی میں بھی تعارف کراؤں گا تو یہ سمجھ جائے گا اسے پتہ چل جائے گا کہ یہ کس کے غلام ہیں اس لیے وہ عربی میں بات کر رہے ہیں اور شیر سمجھ رہا ہے اور خدمت سرانجام دے رہا ہے پھر شیر ساتھ چل پڑا کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی اور گستاخ، بے ادب نہ سامنے آ جائے وہ ان کو تکلیف نہ پہنچائے تو جدھر کوئی خطرناک آواز سنتا ہے دوڑ کے وہاں پہنچ جاتا ہے جب مطمئن ہو جاتا ہے کہ خطرے والی بات کوئی نہیں تو پھر واپس آتا ہے جب تک جنگل کا سفر رہا وہ شیر ساتھ غلامی کرتا رہا خادمیت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔ جب جنگل ختم ہوا تو سلام پیش کر کے واپس آ گیا تو پتہ چلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ زمینی چیزوں کو بھی اس ہستی کا تعارف کرا دیتا ہے کہ میرا محبوب ہے تم اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔

حضرت گگو سلطان رحمۃ اللہ علیہ کا شیر پہ سواری کرنا:

جب چنگیز خان نے بغداد پہ حملہ کیا اور اسے تباہ و برباد کیا سولہ لاکھ مسلمان قتل ہوئے ڈیڑھ سو چوٹی کے علماء شہید ہوئے۔ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ وہاں سے بھاگے اور ملتان شریف اپنے پیر بھائی حضرت بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے ہوئے تونسہ پاک کے علاقے میں برساتی ندی سے گزر رہے تھے کہ آگے دیکھا تو ایک مریل سا انسان ہے وہ شیر پہ سوار ہے اور اژدھا کا چابک بنائے ہوئے اسے دوڑاتا جا رہا ہے شہری بندہ ہے وہ جنگل بیابان میں شیر کو دیکھتا ہے اژدھا کو دیکھتا ہے اور ایک مریل سا انسان درمیان میں دیکھتا ہے تو حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا خون خشک ہونے لگ گیا، چہرہ پیلا پڑ گیا، پسینہ چھوٹ گیا پاؤں لرزنے لگ گئے حضرت گگو سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ تو دل چھوڑ گیا حوصلہ ہار گیا تو فرمایا سعدی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے جب سے ہم نے اپنی جبینِ نیاز اس بے نیاز کی چوکھٹ پہ جھکا دی ہے اس نے مخلوق کی گردنیں ہمارے آگے جھکا دی ہیں۔

تو ہم گردن از حکمِ داور مہ بیچ
کہ گردن نہ بیچد ز حکمِ تو بیچ

لہٰذا تیرے لیے بھی میرے زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ یہ ہے کہ تُو اپنی گردن اس بے نیاز کے آگے جھکا دے تو اللہ رب العزت مخلوق کی گردنیں تیرے آگے جھکا دے گا۔ محبوبیت کا یہ اثر ہوتا ہے یہ ثمرہ ہوتا ہے کہ نُوری مخلوق جنّات اور باقی سارے جنگلی جانور بھی اس بندے کے محب بن جاتے ہیں دوسرا نتیجہ اس کا کیا ہوتا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے اللہ رب العزت کا فرمان ہے جس کو نبی کریم ﷺ اپنی زبانِ حق ترجمان سے ادا فرماتے ہیں:

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ اِذَا یَکُوْنُ سَاجِدًا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:1083، ابو داؤد:875، سنن نسائی:1138)

کہ جس وقت بندہ سجدے میں جاتا ہے جتنا اس وقت اللہ کے قریب ہوتا ہے اور کسی حالت میں اللہ کے اتنا قریب نہیں ہوتا بظاہر وہ نیچے جا رہا ہے لیکن اللہ رب العزت اسے اُوپر اُٹھاتا جا رہا ہے ظاہر کے لحاظ سے نیچے جا رہا ہے باطن کے لحاظ سے بلند ہوتا جا رہا ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

جو اللہ کے لیے جھکتا چلا جاتا ہے اللہ اسے بلند تر کرتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ جب یہ تواضع کی انتہا کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے باطن کو، اس کی رُوح کو عرش کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: " مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ دینے سے کوئی مال نہیں گھٹا اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ

تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔" (صحیح مسلم رقم الحدیث: 6592)

نبی کریم ﷺ نے اللہ رب العزت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ قَالَ: "مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں

اسے پناہ دیتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

(بخاری شریف رقم الحدیث: 6502، صحیح ابنِ حبان: 58/2 رقم الحدیث: 347، سننِ کبریٰ 219/10)

مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ۔

کوئی بندہ بھی فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب ترین ذریعہ اور وسیلہ کے ذریعے میرے قرب نہیں آ سکتا اگر میرے قریب آنے کا سب سے محبوب تر وسیلہ اور ذریعہ ہے تو وہ فرض کی ادائیگی ہے۔

فرائض ونوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا:

ہم سنیوں کے لیے یہ مقامِ عبرت ہے ہم کوئی خاص رات آتی ہے لیلۃ القدر کی آ گئی معراج شریف کی آ گئی میلاد پاک کی آ گئی تو چار نفل پڑھ لیے اور سمجھا ساری زندگی کے فرض ادا ہو گئے یہ بات غلط ہے فرض جو جان بوجھ کر چھوڑے جاتے ہیں نفلی عبادات سے وہ کمی پوری نہیں ہو سکتی ہاں بھول چوک سے جو فرض رہ جاتے ہیں بندہ سمجھتا ہے میرا وضو ہے نماز پڑھ لیتا ہے لیکن حقیقت میں وضو نہیں تھا اس لیے نماز نہیں ہوتی۔ چار رکعت پڑھنی ہیں تین پہ سلام پھیر دیتا ہے سمجھتا ہے چار پڑھی ہیں حالانکہ تین ہوئی تھیں یا تین پڑھنی تھیں اور چار پڑھ دیں تو نماز نہ ہوئی ایسی جو بھول چوک والی نماز ہے تو وہاں اللہ رب العزت فرشتوں کو حکم دے گا کہ نفلی عبادات ساتھ شامل کر کے ٹوٹل پورا کر دو اور اس کے جنتی ہونے کا سامان کر دو لیکن جو فرض جان بوجھ کر چھوڑے جاتے ہیں وہ کمی پوری نہیں ہو سکتی ہے پھر اس کی سزا بھگتنا پڑے گی یہ تو فرضوں کی اہمیت کا بیان ہو گیا ساتھ ہی نبی کریم ﷺ اللہ رب

العزت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں

لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِکَثْرَۃِ النَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ۔

فرضوں کی ادائیگی کے بعد بندہ جب نفلوں کی عبادت کی کثرت کرتا ہے نفلی نماز، نفلی روزے، نفلی حج ادا کرتا ہے تو اللہ رب العزت اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ میں اس بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ۔

جب اللہ اس بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے تو فرمایا:

فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ۔

میں اس کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔

وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ۔

اور اس کی آنکھیں میں ہوتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔

وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا

اور اس کے ہاتھ میں ہوتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔

وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا

اور اس کے پاؤں میں ہوتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

یہ تو بخاری شریف میں ہے باقی حدیث کی کتابوں میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ

وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ

اور اس کی زبان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

فُؤَادَہُ الَّذِیْ یَعْقِلُ بِہٖ۔

اس کا دل ودماغ بھی میں ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سوچتا ہے اور غور وفکر کرتا ہے۔

یہ ایسی حدیث ہے جس کا اہلِ حدیث اور دیوبندیوں میں سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا

اور ہر ایک نے اس کا معنیٰ اپنے اپنے رنگ میں بیان کیا ہے۔

مولوی اسماعیل کے نزدیک حدیثِ قُدسی کا معنیٰ:

مولوی اسماعیل دہلوی اپنے پیرو مرشد سید احمد بریلوی کے حوالے سے اس حدیث کے مفہوم کو یوں بیان کرتا ہے کہ جس طرح لوہے کا ٹکڑا ہو وہ آگ کی بھٹی میں ڈال دیا جائے پھر آگ پوری طرح بھڑکائی جائے کچھ دیر کے بعد اسے نکالا جائے تو وہ پہلے کالا تھا اب لال ہو چکا ہوگا پہلے جلاتا نہیں تھا تو اب وہ بھی جلانے لگ جائے گا۔ کیوں! اس لیے کہ اس نے اپنا آپ آگ کے حوالے کر دیا آگ میں اپنا آپ فنا کر دیا تو آگ کے پاس جو کمال تھا آگ نے اسے عطا کر دیا یہ کالا تھا آگ سرخ تھی اس نے اپنا سرخی والا ظاہری حُسن بھی اسے دے دیا یہ جلا نہیں سکتا تھا آگ جلا سکتی تھی اس نے اپنی باطنی تاثیر اور باطنی حُسن و کمال بھی اسے دے دیا تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ آگ اللہ کی مخلوق ہے تو اللہ کی مخلوق کی اگر یہ شان ہے کہ جو اپنا آپ اس پہ وار دیتا ہے قربان کر دیتا ہے اس میں اپنا آپ مٹا دیتا ہے فنا کر دیتا ہے تو پھر وہ اسے اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے تو اگر کوئی اللہ رب العزت کے نام پر اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے پھر اللہ رب العزت بھی اسے اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫

ترجمہ: ہم نے اللہ کی رَینی (رنگائی) لی اور اللہ سے بہتر کس کی رَینی (رنگائی)۔

[سورۃ البقرہ آیت:138]

لوگ بھی رنگ چڑھاتے ہیں میں بھی رنگ چڑھاتا ہوں لیکن لوگوں کے رنگ کچے ہوتے ہیں، مٹ جاتے ہیں، بدنما ہو جاتے ہیں داغ بن جاتے ہیں لیکن میرا چڑھایا ہوا جو رنگ ہے یہ روز بروز نکھرتا چلا جاتا ہے اور وہ بندہ پیکرِ نُور بنتا چلا جاتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے نزدیک حدیثِ قُدسی کا معنیٰ:

اما قربِ نوافل ایں است کہ صفاتِ بشریہ سالک از وے زائل

شوند و صفاتِ حق تعالیٰ بر وے ظاہر آیند۔

نفلی قرب کیا ہے کہ بندے کی ناقص بشری صفتیں ہٹ جاتی ہیں اور اللہ رب العزت کی صفات والا عکس و پرتو بندے پہ پڑنے لگ جاتا ہے اور وہ اللہ رب العزت کی صفات کا مظہرِ کامل بنتا چلا جاتا ہے۔

چنانچہ زندہ می گرداند مردہ را و میراند زندہ را باذن اللہ تعالیٰ وبشنوند وبینداز جمیع بدن خودو بشنود ومسموعات راوبہ بیند مبصرات راازبعید وعلیٰ ہذاالقیاس باقی صفات وے۔

(ضیاء القلوب ص:30)

بندہ اس مقام پہ پہنچ کے اگر چاہے تو زندہ آدمی کو مار دے اور اگر چاہے تو مردے کو زندہ کر کے کھڑا کر دے۔ علمائے دیوبند کے پیرومرشد اس حدیث کا معنیٰ بیان کر رہے ہیں کہ وہ اللہ رب العزت کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے چاہے تو زندہ کو مار دے چاہے تو مرے ہوئے کو زندہ کر دے اور آگے فرمایا: وبینداز جمیع بدن خودو بشنود۔

وہ سنتا ہے تو پورے بدن سے سنتا ہے اور دیکھتا ہے تو پورے بدن سے دیکھتا ہے صرف آنکھوں سے نہیں دیکھتا بلکہ اس کا پورا بدن دیکھ رہا ہوتا ہے، پیٹھ دیکھ رہی ہوتی ہے، کندھے دیکھ رہے ہوتے ہیں، پاؤں دیکھ رہے ہوتے ہیں، سر کا پچھلا حصہ دیکھ رہا ہوتا ہے یعنی پورا بدن آنکھ بن جاتا ہے پورا بدن اس کے کان بن جاتا ہے یہ اس بندے کی شان بن جاتی ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ کے نزدیک حدیث قدسی کا معنیٰ:

اِذَا صَا رَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ بَصَرًا لَّہٗ رَأَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ۔

جب اللہ کا نُور اس کی آنکھ بنتا ہے تو جس طرح وہ قریب سے دیکھتا ہے ویسے ہی دُور سے بھی دیکھتا ہے۔

وَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللهِ یَدًا لَّهٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ۔

جب اللہ رب العزت کے نُور سے اس کے ہاتھ منوّر ہو جاتے ہیں تو جس طرح قریب میں تصرّف کرتا ہے دُور میں بھی تصرّف کرتا ہے اور جس طرح آسان کام کر سکتا ہے مشکلیں بھی حل کر سکتا ہے یہ مقام اس کو حاصل ہوتا ہے۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ اللہ کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ"

یہ بندۂ محبوب۔

مجھ سے جو مانگے گا میں ضرور اسے عطا کروں گا۔

وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ۔

اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو میں ضرور اس کو پناہ عطا کر دوں گا۔

حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص:

حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ قبلہ مولانا سردار احمد علیہ الرحمۃ کی دو چار باتیں عرض کرتا چلوں۔ مجھے حضرت علامہ عزیز احمد صاحب نے بتایا وہ بھی یہاں دَورہ پاک کر کے گئے تھے آخری شاگردوں میں یہ سعادت مجھے بھی نصیب ہوئی ہے آخری سال دَورے میں میں بھی شامل تھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کو ایک جگہ جلسے پہ بلایا گیا جب لے جانا ہو تو سنیوں کو سواری بھی مل جاتی ہے استقبال کرنے والے بندے بھی مل جاتے ہیں نعرے بھی جوش و خروش سے لگائے جاتے ہیں جب مقرر تقریر کر کے فارغ ہو جائے تو پھر وہ پڑھے ہوئے اخبار کی طرح ہوتا ہے اس کے ساتھ پھر کپڑے جھاڑے جاتے ہیں اس سے بستر جھاڑے جاتے ہیں یہ صورتِ حال بن جاتی ہے۔ تو جاتے وقت تانگہ بھی مل گیا جلوس بھی بڑا نکلا۔ استقبال بھی بڑا ہوا، نعرے بھی بڑے لگے آپ بڑے زور شور اور جوش کے ساتھ خطاب فرماتے تھے آپ نے کوئی اڑھائی گھنٹے

خطاب فرمایا جب آپ واپس ہوئے تو تانگہ بھی کوئی نہیں، الوداع کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ یہ پتہ بھی نہیں چلا کہ دعوت دینے والا کون تھا۔ کوئی بندہ آپ کے قریب نہ آیا آپ کی جیب کی طرف ہاتھ کسی نے نہ بڑھایا تو میں غصّے سے لال پیلا ہو گیا۔ کہ یہ بڑے بے حیا ہیں، بڑے بے وفا ہیں۔ اتنی دیر آپ خطاب کرتے رہے اور بے رُخی کے ساتھ یہ آپ کو روانہ کر رہے ہیں کہ پیدل آپ واپس جا رہے ہیں جب آپ اپنے کمرہ مبارک تک پہنچے تو باقی لوگوں کو نکال دیا۔ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کو بٹھا لیا اپنی زبان مبارک باہر نکال لی۔

اس طرح زبان باہر نکال کے فرمایا صاحبزادہ صاحب دیکھیں یہ زبان گھس گئی ہے تو فرماتے میں بڑا حیران ہوا کہ آپ اتنے شرمیلے تھے کہ اس سے بڑھ کر گویا کوئی کنواری عورت بھی شرمیلی نہیں ہو سکتی آپ اتنے زیادہ شرم وحیا کے پُتلے تھے لیکن بچوں کی طرح آپ زبان باہر نکال کے بیٹھے ہیں کہ دیکھو یہ گھس تو نہیں گئی میں بڑا حیران، پریشان ہوا کہ یہ اس طرح کیوں کر رہے ہیں پہلے ہی میں سوچتا آ رہا تھا کہ بڑے بے حیا تھے، بڑے بے وفا تھے اُنہوں نے خدمت نہیں کی جیب کی طرف ہاتھ نہیں کیا تو محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ تھوڑی ان کی ہمت ہے کہ لاؤڈ سپیکروں پہ اعلان کرائے اشتہار چھاپے سٹیج بنایا لوگوں کو اکٹھا کیا تو یہ زبان روز چلتی رہتی ہے نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے گھس گئی ہے اب عزیز احمد صاحب بڑے پریشان ہوئے کہ میں نے یہ خیال کیوں کیا، اب آپ پیچھے آ رہے تھے بولے تو کوئی نہیں۔ صاحبزادہ عزیز احمد علیہ الرحمۃ پیٹھ کے پیچھے تھے پھر ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ کی نگاہیں آگے ہیں مگر پیچھے آنے والے صاحبزادہ عزیز احمد کا بھی پتہ ہے ان کے دل میں جو خیالات کی لہر اُٹھ رہی ہے وہ بھی پتہ ہے اور اس کا تدارک اور تلافی بھی آپ کر رہے ہیں یہ زبان روز چلتی رہتی ہے اگر نبی پاک ﷺ کی شان میں یہ کچھ دیر چلتی رہی ہے تو کیا فرق پڑ گیا ہے۔ بات آئی، گئی، ہو گئی۔ صبح ہوئی تو پھر بلا لیا انہوں نے سوچا میں کون سی مصیبت میں پڑ گیا میں نے یہ خیال کیوں کیا

آپ نے فرمایا دیکھو صاحبزادہ صاحب انہوں نے تو بے پرواہی کی تھی لیکن اللہ رب العزت تو بے پرواہی نہیں کرتا اسے تو خیال ہے نا کہ اخراجات ہیں تو ان کی کفالت ہونی چاہیے ایک بندہ صبح کا ر لے کے آیا بچی کا نکاح پڑھوانا تھا پانچ منٹ لگے اتنے ہزار مدرسے کے لیے دے دیے اتنے ہزار مجھے دے دیے تو نظر اللہ کی ذات پر رہنی چاہیے لوگوں کے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے اللہ رب العزت کہیں سے بھی دے دیتا ہے۔

وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ [سورۃ الطلاق آیت:3]

ترجمہ: اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اُس کا گمان نہ ہو۔

اللہ وہاں سے رزق عطا کر دیتا ہے جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا تو اس طرح حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کام کرتی تھی۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ہر ماہ داتا دربار حاضری:

آپ لاہور شہر میں تانگے پہ سوار ہو کے بازار سے حضور داتا غریب نواز علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جا رہے تھے ہر مہینے آپ نے حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کی بارگاہ کی حاضری اپنے اُوپر لازم کر رکھی تھی۔ تو آپ اپنے ذمے اسی عائد کیے ہوئے فرض کی ادائیگی کے لیے جا رہے تھے تانگے پر سوار تھے ایک آدمی سامنے آ کے تانگہ روک کے دست بستہ کھڑا ہو گیا مجذوب سا تھا منہ سے بولا کچھ نہیں۔ نہ آپ منہ سے بولے کچھ دیر وہ کھڑا رہا پھر ہٹ گیا آپ آگے چل پڑے تانگے والے کو اشارہ کیا اس نے تانگہ چلا لیا۔ ساتھیوں نے عرض کی حضور سمجھ کوئی نہیں آئی۔ اس نے تانگہ روکا، کھڑا رہا، نہ وہ بولا نہ اس نے کوئی اپنا مدعا پیش کیا اور نہ ہی آپ نے کچھ پوچھا پھر وہ ہٹ گیا آپ چل پڑے یہ مسئلہ کیا تھا فرمایا وہ اس علاقے کا ابدال ہے حضور داتا غریب نواز علیہ الرحمۃ اس کو سندھ بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ میری منت کر رہا تھا کہ حضور داتا صاحب سے سفارش کر دینا کہ وہ مجھے سندھ نہ بھیجیں میں یہاں انہی کے قدموں میں ٹھیک ہوں۔ تو وہ بولا نہیں، جو اس کے دل میں آرزو تھی وہ پڑھ بھی لی، دیکھ بھی لی اور اسے پورا کرنے کا وعدہ بھی کر لیا حضور داتا غریب نواز علیہ

الرحمۃ سے جو پہلا پروگرام تھا وہ کینسل کروایا اور اس کی وہیں پہ بحالی کرادی۔

ایک مجذوب کا حضور محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنا:

فیصل آباد میں اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا ایک اسی طرح کا درویش مجذوب سا آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا اچھا کر دیں گے، کرا دیں گے اس نے کیا کہا ساتھیوں کو کوئی پتہ نہ چلا آپ نے فرمایا اچھا کر دیں گے، کرا دیں گے وہ ہٹ گیا تو ساتھیوں نے پوچھا حضور کیا بات تھی تو فرمایا کہ اس کی تقرری یہاں فیصل آباد میں ابدال کے عہدے پر ہے اور اب اس کی تبدیلی ہونے والی تھی تو وہ چاہتا تھا کہ میں یہاں پر رہوں۔ باہر میں پریشان ہو جاتا ہوں تو اس لیے میری منت کی کہ آپ حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ سے میری تقرری یہیں بحال رکھوائیں تو میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا ہے چنانچہ آپ نے اس وعدے کو بھی پورا کر دیا گویا اس طرح بے زبانی والی زبان کو بھی آپ سمجھتے تھے اور حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں اتنا تقرب آپ کو حاصل تھا کہ جو کوئی عرض کرتا تھا وہ حضور داتا غریب نواز علیہ الرحمۃ سے منوا لیتے تھے اور آپ ضرور کرم فرماتے تھے۔

عالمِ بیداری میں محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا داتا صاحب سے ملاقات کرنا:

ایک دفعہ آپ لاہور داتا دربار حاضری کے لیے گئے ابھی راہ میں تھے کہ ایک نُورانی چہرے والی بزرگ ہستی آپ کو ملی۔ آپ نے فرمایا چلو واپس چلیں۔ عرض کی حضور آپ داتا دربار حاضری کے لیے آ رہے تھے ابھی دربار شریف پر تو پہنچے ہی نہیں۔ تو یہیں سے واپس چلنے کا کیا مطلب۔ فرمایا جن کے دربار پہ جانا تھا انہوں نے کرم فرمایا خود راہ میں آ کے ملاقات کر گئے اب آگے جانے کی ضرورت ہی نہ رہی یہ داتا صاحب غریب نواز علیہ الرحمۃ تھے جو تشریف لائے اور یہاں ملاقات کا شرف بخشا تو اس طرح آپ حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ سے بیداری کی حالت میں ملاقاتیں کرتے اور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کا آپ پر اتنا کرم ہوتا کہ وہ راستے میں آ کر استقبال فرماتے تھے حضور محدث اعظم پاکستان

کو یہاں فیصل آباد میں بلانے والے بھی حضور داتا گنج بخش غریب نواز علیہ الرحمۃ تھے آپ بریلی شریف میں پڑھاتے تھے رات وہاں سوئے ہوئے ہیں تو حضور داتا غریب نواز علیہ الرحمۃ خواب میں ملے فرمایا مولانا سردار احمد تم یہاں بریلی میں سوئے رہے تو ہمارا لائل پور تو ہمیشہ کے لیے سو جائے گا اس وقت فیصل آباد کا نام لائل پور تھا فرمایا ہمارا لائل پور تو ہمیشہ کے لیے سو جائے گا اور سنیت ختم ہو جائے گی لہٰذا فیصل آباد آؤ اور یہاں سنیت کی اشاعت کرو، مذہب حق کی ترویج کرو حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کے بلاوے پر آپ یہاں تشریف لائے ہیں ویسے ہی خود بخود نہیں آئے۔

حضور محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ کی بنیاد رکھنا:

ابتدائی دَور تھا کوئی مدرسہ نہیں تھا کوئی کھلی مسجد نہیں تھی شاہی باغ میں چھوٹی سی مسجد تھی جو، اب بھی موجود ہے مدرسہ میں آپ بیٹھ کے پڑھاتے ایک چھوٹا سا حجرہ ساتھ تیار کیا گیا۔ تو دوسری برادری کو ہمارا قرآن پڑھانا بھی پسند نہیں آتا۔ حدیث پڑھانی بھی پسند نہیں آتی پتہ نہیں جو قرآن ہمارے پاس ہے اسے وہ گرنتھ سمجھتے ہیں، تورات سمجھتے ہیں انجیل سمجھتے ہیں کیا وجہ ہے کہ انہیں ہمارا قرآن پڑھانا بھی پسند نہیں آتا حدیث پڑھانی بھی پسند نہیں آتی گورنمنٹ کو شکایت کر دی کہ یہ مولوی سرکاری زمین پہ قبضہ جمار ہا ہے لہٰذا اس کو یہاں سے بے دخل کیا جائے شکایت ہوگئی ڈپٹی کمشنر کے ساتھ ساتھ مجسٹریٹ، پولیس وغیرہ بھی موقع پر آئے۔

آپ نے حضرت مولانا عبد القادر صاحب مرحوم اور حضرت مولانا معین الدین صاحب مرحوم کو فرما دیا کہ میں نہ تو ان کے لیے اُٹھوں گا اور نہ ہی استقبال کروں گا تم ان سے نمٹ لینا لیکن حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اس حجرے کی اینٹ رکھی گئی ہے میں دیکھوں گا کہ کون ہے اس کو اکھیڑنے والا۔ چنانچہ آپ حدیث پاک پڑھاتے رہے۔ جس ذوق و شوق کے ساتھ، لگن کے ساتھ، استغراقی حالت کے ساتھ، نبی پاک ﷺ کی محبّت میں محو ہو کر جس طرح آپ پڑھاتے تھے، پڑھاتے رہے اور ان سے

نبی پاک ﷺ کی حدیث کے جو انوار تھے وہ چھلک رہے تھے تو ڈپٹی کمشنر نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا یہ جگہ مدرسے کے لیے بڑی موزوں ہے۔ اُلٹا وہ سرکاری طور پر ہدیہ پیش کر کے گیا۔ جس کو دشمنوں نے حجرے کی اینٹیں اُکھیڑنے کے لیے، حجرہ ختم کرنے کے لیے بلایا تھا وہ اُلٹا زمین مدرسے کے لیے وقف کر کے جا رہا ہے۔ اور وجہ کیا ہے؟ کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی قلبی تعلّق ہے، روحانی تعلّق ہے۔ اور ان کے نام کی برکت سے آپ نے یہ اینٹ رکھی تھی تو پہلے کھلا اعلان کیا کہ یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی برکت سے اینٹ رکھی گئی ہے میں دیکھتا ہوں اسے اکھیڑنے والا کون ہے۔

حضرت شاہ عالم اور حضرت غوثِ اعظم کا محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہم پہ خصوصی کرم فرمانا:

احمد آباد میں آپ کا مناظرہ ہوا الحمد للہ اہل سنت کو فتح نصیب ہوئی مسلسل جلسے ہونے لگ گئے دیوبندیوں کا مناظر غالباً سلطان حسن اس کا نام تھا وہ مناظرہ میں شکست کھا گیا تو انہوں نے حکومت کو درخواست دی کہ یہ مولوی سردار احمد آ کے یہاں فتنہ پیدا کر رہا ہے، افراتفری مچا رہا ہے لہٰذا اس کے جلسوں پر پابندی لگائی جائے آپ تقریر فرما رہے تھے کہ آپ کو رقعہ پیش کیا گیا کہ تمہارے خلاف یہ درخواست دائر ہو گئی ہے اور تم پر پابندی لگنے والی ہے آپ نے وہیں جلسے کے دوران جو احمد آباد کے ولی حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تھے انکو پکار کے کہا اے شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ میں اپنی درخواست تمہاری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں انہوں نے گورنمنٹ کو درخواست دی ہے کہ ہمارے جلسے کینسل ہو جائیں۔

میں تمہاری بارگاہ میں درخواست پیش کرتا ہوں کہ ہمارے جلسے کینسل نہیں ہونے چاہییں اور وہیں سے کہا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ میں اپنی درخواست تمہاری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کہ ہمارے جلسے کینسل نہیں ہونے چاہییں ہمارے مخالفوں کے جلسے کینسل ہونے چاہییں پھر مجمع میں اعلان کر دیا کہ کل اسی وقت تک یہ فیصلہ ہو جائے گا انہوں نے بھی درخواست دی ہے مگر حکومت کو، میں نے بھی درخواست دی ہے مگر اللہ والوں

گئے تو کل اس وقت تک فیصلہ ہو جائے گا کہ وہ ہمارے جلسے رکواتے ہیں یا ہم ان کے جلسے ختم کرواتے ہیں اگلا دن آیا تو صبح سویرے وہ مولوی سلطان حسن اپنی کتابیں وغیرہ سمیٹ کے گاڑی پہ بیٹھا اور بھاگ نکلا شام تک نظر ہی کوئی چیز نہیں آ رہی تھی سارے جلسے ہی ختم ہو گئے تو آپ نے آج اعلان کر دیا تھا کہ کل شام تک عشاء تک فیصلہ ہو جائے گا کہ ان کی درخواست منظور ہوتی ہے یا ہماری درخواست منظور ہوتی ہے پھر عشاء کے وقت آپ نے لوگوں کو یہ مژدہ سنا دیا کہ دیکھو ہماری درخواست منظور ہو گئی ہے اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے جلسے بحال رکھے ہیں اور ان کے جلسوں کو کینسل کر دیا ہے اس طرح آپ کو اللہ کے ان پیاروں کے کرم پر ناز تھا اور آپ کا روحانی تعلق ان ہستیوں کے ساتھ تھا کہ جو زبان سے کہتے تھے پھر وہ پورا ہو کے رہتا تھا۔

حضور محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ پر خصوصی شفقت:

میں جس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جو بھی طالب علم آتے تھے چونکہ غریب لوگ پڑھتے تھے ذریعہ معاش کوئی نہیں ہوتا تھا تو آتے ہی وہ عرض کرتے تھے حضور کوئی مسجد بھی ہو جائے تا کہ ساتھ گزر بسر کا ذریعہ بھی ہو جائے تو میں جب حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے پوچھا مولانا آپ کے لیے کوئی مسجد، یہ آپ کا انداز تھا طالب علم کوئی ہوتا تو اسے مولانا کہہ کے پکارتے۔ ہمارے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی بڑا علامہ ہی کیوں نہ ہو اپنی جگہ بات کر رہے ہوں تو مولوی کا لفظ بولتے ہیں یا مولوی کا لفظ بھی نہیں بولتے رُوکھا نام استعمال کرتے ہیں مگر حضرت کا یہ ایک احسن طریقہ تھا اخلاق کی بلندی کا نمونہ تھا کہ ایک طالب علم کو بھی پکارنا ہوتا تو مولانا کہہ کے پکارتے تھے۔

تو مجھ سے پوچھا مولانا آپ کے لیے کوئی مسجد۔ ہم جٹ لوگ تھے ہل چلانے والے یہ امامتیں وغیرہ کبھی تصور ہی نہیں آیا تھا تو میں نے عرض کیا حضور میں پڑھنے آیا ہوں امامتیں کرانے تو نہیں آیا۔ میں تو پڑھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں یہ جواب شاید آپ نے پہلی بار سنا تھا تو آپ نے اپنے اُوپر لازم کر لیا کہ یہ پڑھنے والا بچہ ہے اس کی امداد ہونی چاہیے

میں دَورے شریف کے اسباق پڑھتا بھی تھا اور نو دس لڑکے میرے پاس مستقل طور پر ہوتے تھے جن کو میں پڑھاتا بھی تھا شرح عقائد، ملا حسن، مسلّم الثبوت وغیرہ یہ اسباق میں پڑھاتا بھی تھا تو عصر کے بعد بھی بیٹھ کے مطالعہ کرنا ہوتا تھا دَورے شریف میں حدیث پاک کی عبارت بھی بڑی ٹکر کی پڑھنی ہوتی تھی حضرت مولانا غلام نبی صاحب، حضرت مولانا کریم بخش صاحب، حضرت مولانا نُور حسین صاحب یہ بڑے بااستعداد ساتھی تھے بڑے لائق، ذہین، فطین ساتھی تھے اور عبارتوں میں ذرا کمی بیشی ہوتی تو ٹھیک ٹھاک نوک جھونک چلتی تھی اس لیے وہ بھی تیاری کرنی ہوتی تھی اور جو سبق پڑھانے ہوتے تھے ان کی بھی تیاری کرنی ہوتی تھی تو میں عصر کے بعد بھی سیر وغیرہ کے لیے نہیں جاتا تھا بیٹھ کے مطالعہ کرتا تھا۔

آپ عصر کے بعد مدرسے میں چکر لگاتے تھے چہل قدمی کرتے تھے میرے کمرے میں آ کے جھانکنا کہ وہ بیٹھا ہوگا پچاس روپے، سو روپے اس وقت بڑی مالیت تھی آج تو ہزار کی بھی کوئی قدر نہیں رہ گئی اس وقت سو روپے بڑی چیز تھی آپ نے وہ جیب میں ڈالے ہوئے ہوتے اور فرماتے مولانا یہ آپ کا مختصر سا خرچ ہے آپ نے اپنے ذمے یہ چیز لے لی کہ اس پڑھنے والے بچے کی خدمت ہونی چاہیے اگر میں مصافحہ کر کے اجازت لے کے گھر جاتا تو پھر بھی سو، پچاس روپے آپ ضرور عطا فرماتے مولانا یہ آپ کا مختصر سا کرایہ ہے حالانکہ اس وقت آنے جانے کا زیادہ سے زیادہ دس روپے کرایہ لگتا تھا لیکن آپ سو، سو روپے عنایت کر دیتے تھے۔

ایک دفعہ میں شرح عقائد پڑھانے لگا تو خیال آیا کہ اس کی شرح نبراس بھی ساتھ ساتھ مطالعہ ہونی چاہئے اب مدرسے کی لائبریری میں وہ نہیں تھی آپ کے ذاتی کتب خانے میں نبراس موجود تھی باقی طلبہ نے کہا کہ آپ کتاب سے بڑا پیار کرتے ہیں کتاب کسی کو نہیں دیتے میں نے کہا مل گئی تو ٹھیک ہے۔ نہ ملی تو نہ سہی۔ مانگنے میں کیا حرج ہے میں چلا گیا عرض کیا حضور میں شرح عقائد پڑھا رہا ہوں تو میرا خیال ہے کہ اس کی شرح نبراس اگر آپ عنایت کر دیں تو ساتھ ساتھ اس کا مطالعہ بھی ہوتا جائے۔

فرمایا مولانا کتاب آپ کی اپنی ہے مگر سنا ہے نایاب ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں طالب علم نہیں کہا کہ طالب علم چور ہوتے ہیں جو طالب علم ہے وہ چور کیسے ہو وہ تو علم کا طالب ہے نہ کہ مال کا طالب ہے وہ چور کیسے ہوگا تو اس لیے یہ نہیں فرمایا کہ طالب علم کوئی چور بھی ہوتے ہیں فرمایا کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں اس لیے ذرا احتیاط رہے۔ چند دن گزرے آپ کا مکتبہ بھی تھا جس میں کتابیں بیچنے کے لیے رکھی جاتی تھیں تو مکتبے میں نمبر اس آ گئی آپ نے مجھے بلایا جتنے بندے حجرے میں بیٹھے تھے انہیں اُٹھا دیا علیحدگی میں مجھے جتنا خرچ کتاب پہ آتا تھا اس سے دُگنے پیسے دے دیے۔ فرمایا مولانا میں تو سمجھا تھا نایاب ہے مگر اب اپنے مکتبے میں بھی آ گئی ہے اپنی بھی خرید لیں تو دُگنے پیسے بھی دے دیے اور کتاب کا میرے لیے مستقل سامان بھی ہو گیا اور یہ نہیں فرمایا کہ میری واپس کر دینا وہ پھر خود میں نے جا کے واپس کر دی اس طرح آپ طلباء کے حق میں کریم اور مہربان ذات تھے کہ اپنی ذات پہ بوجھ ڈال کے طلباء کی خدمت کیا کرتے تھے۔

حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثِ مصطفیٰ ﷺ سے محبت:

حدیث پڑھانے میں آپ کی محویت کا عالم یہ تھا کہ حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے یہ بھی آپ کا ایک کمال ہے کہ حضور پیر جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ، حضور شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ اور جو علاقے کے بڑے بڑے پیر حضرات تھے وہ خود اِن کے ہاں بغیر دعوت کے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے تو آپ کی مقدس ذات کے اندر اتنی جاذبیت اور کشش تھی کہ وہ خود بخود تشریف لاتے تھے تو آپ حدیث پاک پڑھا رہے تھے تو وہ بھی ادب کا پیکر تھے، تواضع و انکساری کا پیکر تھے تو انہوں نے بھی یہ جرأت نہ کی کہ میرے آنے پر حدیثِ پاک کا سبق بند کیا جائے اور میرا استقبال کیا جائے خادموں کو منع کر دیا خبردار میرے بارے میں بتانا نہیں ہے اور جوتوں والی جگہ پہ آ کے بیٹھ گئے جہاں طلباء کے جوتے پڑے تھے حالانکہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے نگاہ پھر رہی تھی مگر اصل خیال گنبدِ خضریٰ کی طرف تھا اللہ کے محبوب ﷺ کی طرف

تھا چہرہ والضحیٰ آنکھوں میں پھر رہا تھا تو باوجود اس کے کہ بظاہر ایک بندے کی طرف دیکھ رہے ہوتے تھے حقیقت میں آپ اسے پہچانتے نہیں تھے کیوں کہ خیال ہی دوسری طرف ہوتا تھا تو آپ اِدھر اُدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھتے رہے لیکن پہچان نہ سکے کہ حضرت شیخ الاسلام تشریف فرما ہیں جب سبق ختم ہوا تو طالب علم نے عرض کیا حضور شیخ الاسلام۔ اس وقت آپ تیزی سے اُٹھے استقبال کیا۔ آپ کے قدموں پہ ہاتھ رکھا حضور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے قدموں پہ ہاتھ رکھا، اس طرح ملاقات ہوئی اور مل کے بیٹھے رہے۔

محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت پہ نُور کی بارش:

آپ کے حدیث پڑھانے میں اس قدر محویّت ہوتی تھی اسی حدیث کی برکت تھی کہ آپ کا جو، تابوت مبارک ہے اس پہ عام بندوں نے دیکھا کہ نُور کی برسات ہو رہی تھی۔ میرے استاذ محترم عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا محمد اشرف دیکھ یہ تابوت کے اُوپر کیا ہے میں نے کہا حضور کوئی روح کیوڑہ چھڑک رہا ہوگا آپ نے فرمایا تُو عجب بھولا آدمی ہے روح کیوڑہ کے قطرے پھر گر نہ جاتے کوئی کیوڑہ چھڑک رہا ہے تو کیا وہ قطرے گرنے نہیں چاہیے تھے یہ نُوری ذرات مسلسل اسی طرح جا رہے ہیں جس طرح کمرے کے اندر سورج کی روشنی روشن دان سے پڑے تو اس روشنی کے اندر ذرات چمکتے ہیں اسی طرح آپ کے تابوت مبارک پر یہ نُوری ذرات ہر بندہ دیکھ رہا تھا تو ہم دھوبی گھاٹ کے مغربی کنارے پہ کھڑے تھے آپ کا تابوت مبارک مشرقی سائیڈ پہ آ رہا تھا تو وہاں سے ہمیں وہ انوار جھلکتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور لوگوں نے بتایا کہ جب سے اسٹیشن سے آپ کو اُتارا گیا ہے ادھر لایا جا رہا ہے وہیں سے یہ نُور اسی طرح دیکھا جا رہا ہے اور یہ بات علماء دیوبند بھی تسلیم کرتے ہیں جب روح کا معاملہ عالی ہو جاتا ہے نفس انتہائی پاکیزہ ہو جاتا ہے، نُورانی ہو جاتا ہے تو پھر اسی دنیا میں ہی بندے کے اُوپر نُور نظر آنے لگ جاتا ہے۔

قیامت کے دن مومنوں کا نُور:

مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب [illegible] میں اس نے یہ

تصدیق کی ہے ایک تو ہے قیامت کو نُور رہونا جنّت کی طرف جاتے ہوئے نُور رہونا وہ تو خود قرآن سے ثابت ہے۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ [سورۃ الحدید آیت:12]

ترجمہ: جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نُور ان کے آگے اور ان کے دہنے دوڑتا ہے۔

آپ قیامت کے دن اپنے غلام مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھو گے کہ نُور ان کے آگے بھی دوڑ رہا ہوگا اور ان کے دائیں بھی دوڑ رہا ہوگا نبی پاک ﷺ کے غلام بھی پیکرِ نُور بنے ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ منافقوں کو بھی جنہیں یہاں نبی پاک ﷺ میں نُور نظر نہیں آیا تھا آپ ﷺ کے غلاموں میں ان کو وہاں نُور نظر آ جائے گا۔

قیامت کے دن منافقوں کا نُور سے محروم ہونا:

جن منافقوں کو قیامت کے دن آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے غلاموں میں نُور نظر آئے گا وہ منت کر رہے ہوں گے۔

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ

ذرا پلٹ کے ہماری طرف بھی تکتے جاؤ تمہارے چہرے کے انوار سے ہم بھی فائدہ اُٹھاتے ہوئے پل پار کرلیں

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ

ترجمہ: جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نُور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نُور ڈھونڈو وہ لوٹیں گے۔ [سورۃ الحدید آیت:13]

منافق مرد منافق عورتیں مومنوں سے منت کریں گے، زاری کریں گے، التجاء کریں

گے کہ پُل صراط پار کرتے ہوئے پلٹ کے ہماری طرف بھی دیکھتے جاؤ تا کہ تمہارے چہرے کے نُور کی برکت سے ہم بھی یہ پل پار کرلیں۔ پُل پار کر کے جنّت جانا ہوگا تو پل کتنی ہے بال سے بھی باریک، تلوار سے بھی تیز، دوزخ کی آگ جل جل کے سیاہ ہو چکی ہے تو پھر کیا اس کالی آگ میں یہ پُل نظر آ سکے گا تو منافق پُل کے سرے پر ڈر کے رک جائیں گے جب مومنین کو آتے ہوئے دیکھیں گے کہ نُور پھیلاتے آ رہے ہیں جگمگ کرتے آ رہے ہیں تو ان کی منت کریں گے کہ تم ذرا پلٹ کے ہماری طرف تکتے جاؤ تا کہ تمہارے چہروں کے نُور سے یہ پُل روشن ہوتی جائے اور ہم بھی پل پار کرلیں۔

قیامت کے دن اللہ رب العزت کا منافقوں کو جواب دینا:

اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کی جگہ خود جواب دے گا فرمائے گا تمہارا نُور کہاں گیا میرے ان پاکیزہ بندوں سے نُور کی بھیک مانگنے والو تمہارا نُور کہاں گیا۔

ارْجِعُوا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا [سورۃ الحدید آیت:13]

پیچھے دفع ہو۔ اپنا نُور ڈھونڈ کے لے آؤ تمہارا نُور کہاں ہے ہم نے تو نبی وہ بھیجا تھا جو سراجاً منیرا تھا کیوں نہیں ان کے آگے جھولیاں پھیلائیں، کاسہ گدائی کا ان کے آگے کیوں نہیں پھیلایا ان سے نُور کی خیرات وصول کیوں نہیں کی جاؤ پیچھے دفع ہو جاؤ ان مومنوں کے نُور سے تم فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تو درمیان میں پھر اللہ حجاب اور پردے کھڑے کر دے گا۔

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ [سورۃ الحدید آیت:13]

ترجمہ: جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔

دیواروں جیسے پردے درمیان میں کھڑے کر دیے جائیں گے۔

ابوالحسن نُوری رحمۃ اللہ علیہ کو نُوری کہنے کی وجہ:

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے امداد السلوک میں قرآن کی آیتوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے غلاموں کے نُور کا عالم جب یہ ہو تو پھر سرکارِ دوعالم ﷺ کے نُور کا کیا عالم ہوگا وہ لکھتا ہے کہ ابوالحسن نُوری رحمۃ اللہ علیہ کو نُوری کیوں کہا جاتا ہے وہ جہا

بیٹھے ہوتے تھے وہاں نُور کی برسات ہو رہی ہوتی تھی اس لیے انہیں نُوری کہا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مومن اگر فوت بھی ہو جائے اس کی روح اعلیٰ علیین میں کیوں نہ چلی جائے روح کا چونکہ ڈیرہ اس بدن میں رہا ہے لہٰذا اس بدن کے اندر نُور کی آمد و رفت بحال رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ قبرستان کے اندر شہداء کے مزارات ہوں یا صالحین کے مزارات ہوں تو عام لوگ اور خواص بھی قبروں سے نُور نکلتا ہوا دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

لیکن ہمارے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ قبر میں جانے سے پہلے ہی بتا رہے ہیں کہ صرف قبروں سے نُور ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ پہلے بھی پاک جسموں سے نُور ظاہر ہوتا رہتا ہے تو محدث اعظم علیہ الرحمۃ ساری زندگی نبی پاک ﷺ کی نُورانیت بیان کرتے رہے پھر جس نُور کی نُورانیت بیان کرتے رہے ان کی خیرات بھی آپ کو مل گئی صرف میں ہی نُور نہیں ہوں جو میرا ثناء خوان ہو میں اسے بھی پیکرِ نُور بنا دیتا ہوں تو آ میں تجھے بھی پیکرِ نُور بناتا ہوں۔

موت کے بعد میت کے چہرے کو بوسہ دینا:

دوسرے لوگ مر جائیں تو پھر چہرہ ان کا نہیں دیکھنے دیا جاتا۔ کیوں! اس لیے کہ شریعت میں اس کا ثبوت نہیں۔ بہانہ کیا کیا جاتا ہے شریعت میں میت کا چہرہ دیکھنے کا ثبوت نہیں ہے یہ بدعت ہے لہٰذا چہرہ نہیں دیکھنا چاہیے کبھی تو یہ بہانہ کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے جب وہ فوت ہوئے تو کفن میں لپیٹے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ تشریف لائے ان کے کفن کا پردہ چہرے سے ہٹا کے نبی پاک ﷺ نے بوسہ لیا اور آپ ﷺ کے آنسو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گر گئے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ "يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ. حَتّٰى رَأَيْتُ الدُّمُوْعَ تَسِيلُ۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے، ان کا انتقال ہو چکا تھا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث: 3163، سنن ابنِ ماجہ رقم: 1456، سنن ترمذی رقم، 989)

آپ ﷺ خود چہرہ دیکھ رہے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ کے کفن کا پردہ چہرۂ والضحیٰ سے ہٹایا بوسہ لیا اور کیا عرض کیا:

طِبْتَ حَیًّا وَّ مَیِّتًا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: 1241، 4456، 5709)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جس طرح ظاہری حیات میں آپ ﷺ پاک تھے نُور تھے اسی طرح وصال کے بعد بھی آپ ﷺ پاک ہیں اور نُور ہیں۔ بوسہ لے رہے ہیں تو شریعت میں کہاں ناجائز ہے نبی کریم ﷺ نبیوں کے نبی کے عمل سے بھی ثابت ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو تمام اُمّتوں کے سردار ہیں ان کے عمل سے بھی یہ ثابت ہے کہ چہرہ دیکھنا بھی جائز ہے بلکہ بوسہ لینا بھی ٹھیک اور جائز ہے اور کبھی کیا کہا جاتا ہے کہ طبی وجوہات کی بناء پر چہرہ نہیں دکھایا جا سکا راولپنڈی والے ایک صاحب فوت ہوئے تو اخباروں میں آیا تھا کہ طبی وجوہات کی بناء پر چہرہ نہیں دکھایا جا سکا مریض مر جائے تو مرض بھی مر جاتا ہے لیکن پتہ چلا کہ گستاخی ایسا مرض ہے کہ مریض مر جائے تو یہ مرض جوان ہو جاتا ہے اور قریب کسی کو پھٹکنے ہی نہیں دیتا۔

وصال کے تیسرے دن حضور محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ:

جو نبی پاک ﷺ کے عاشق ہوں خواہ کئی دن وصال کو کیوں نہ گزر جائیں پھر بھی چہرے سے کفن کے پردے ہٹا کے منادی کر دی جاتی ہے آؤ دیکھ لو نبی پاک ﷺ کا عاشق شمع نبوت کا پروانہ اس شان کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جا رہا ہے۔

حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ پر دو دن دو راتیں گزر چکی تھیں تیسرے دن جنازہ یہاں فیصل آباد میں ہو رہا تھا لیکن پھر بھی ظہر کے بعد منادی کر دی گئی کہ آؤ جنہوں نے زیارت

کرنی ہے وہ آ کے زیارت کرلیں اور ہر دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں فوت ہوئے ہی نہیں۔ اس طرح جسم تر و تازہ نظر آ رہا تھا تو بہر حال اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

[سورۃ یونس:62]

جو اللہ کے ولی ہیں ان پر کوئی خوف نہیں۔ خوف کیا ہے؟ جو چیز پسند نہ ہو جس سے ڈر لگتا ہو خوف آتا ہو، پریشانی لاحق ہوتی ہو اور حزن کیا ہے؟ جو چیز محبوب ہو اس کے ہاتھوں سے نکلنے کا اندیشہ ہو اسے حزن کہا جاتا ہے تو اللہ نے فرمایا جو چیز انہیں پسند نہیں ہے وہ ان کے قریب پھٹکنے نہیں دیں گے اور جو انہیں محبوب اور پیاری ہے وہ ان سے دُور جانے نہیں دیں گے گویا جو وہ چاہیں گے وہی ہوگا اور جو نہیں چاہیں گے وہ نہیں ہوگا۔

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿٣١﴾

ترجمہ: اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو۔ [سورۃ حٰم السجدۃ آیت:31]

تم آؤ ہمارے مہمان بنو جو مانگو گے وہ حاضر ہوگا اور جس کی تمہارے دل میں خواہش پیدا ہوگی ہم وہ بھی حاضر کر دیں گے۔

اعتراض:

لوگ کہتے ہیں ولی ہوتے اتنے طاقتور ہوتے بااختیار ہوتے تو مرتے کیوں یہ اعتراض ہے نبی فوت ہو گئے، ولی فوت ہو گئے، اتنے پاور فل ہوتے، طاقتور ہوتے تو مرتے کیوں؟ ذرا اللہ سے پوچھیے کہ بندۂ مومن کی موت کا وقت آ جائے تو اس پہ گزرتی کیا ہے اللہ فرماتا ہے:

مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ۔

(بخاری شریف رقم الحدیث:6502، صحیح ابنِ حبان:58/2 رقم الحدیث:347، سننِ کبریٰ 219/10)

اللہ فرماتا ہے مجھے کوئی کام کرنے سے پہلے تردد نہیں ہوتا میں سوچ بچار میں نہیں پڑتا پس وپیش میں مبتلا نہیں ہوتا۔ یہ کام کروں نہ کروں یہ فکر مجھے لاحق نہیں ہوتی لیکن ایک مقام پہ آ کے میرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آ جاتا ہے اور وہ کون سا مقام ہے جب بندۂ محبوب کی موت کا وقت ہوتا ہے پھر مجھے بھی تردد لاحق ہو جاتا ہے کیوں! اس لیے کہ موت اسے پسند نہیں اور جو چیز اسے پسند نہیں میں اس پہ مسلط کر دوں تو میرا محب ہونا کہاں گیا۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔

میں ان کا محب وہ میرے محبوب ہیں وہ میرے محب میں ان کا محبوب تو میں ہوں محب اور وہ ہیں میرے محبوب اور موت کو وہ پسند نہیں کرتا تو میں موت اس پہ مسلّط کیسے کروں اور موت کا ایک وقت معین بھی ہے موت آنی بھی اسی وقت پہ چاہیے پھر یہ دو باتیں اکٹھی کیسے ہو سکتی ہیں ایک تو موت وقت پہ آنی چاہیے آگے پیچھے موت کو نہیں ہونا چاہیے دوسرا آنی بھی یار کی مرضی سے چاہیے۔ بغیر مرضی کے نہیں آنی چاہیے تو یہ دو باتیں اکٹھی ہونی مشکل ہوتی ہیں لیکن اللہ بڑا حکیم ہے اس کے پاس بڑی تدبیریں ہیں تو اللہ کیا کرتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنّت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ [سورۃ حٰم السجدۃ آیت:30]

جو کہے رب ہمارا اللہ ہے اور وہ اس پہ پکے ہو جائیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں غم زدہ ہونے کی ضرورت نہیں وہ دیکھو جنّت ہے وہ دیکھو سونے چاندی کی اینٹوں کے مکانات، وہ دیکھو کستوریوں کے بچھے فرش وہ دیکھو اپنے باغ وہ دیکھو دودھ، شہد کی نہریں وہ دیکھو نُوری بیویاں، وہ دیکھو اپنے نُوری غلام، بندہ اِدھر اپنا جھونپڑا دیکھتا ہے کبھی گرمی کی تکلیف، کبھی سردی کی تکلیف، کبھی کوئی بیماری، کبھی کوئی بیماری، اُدھر وہ

روح پرور مقام دیکھتا ہے صحت افزا مقام دیکھتا ہے اور ایسی نعمتیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہیں، نہ کسی کان نے سنیں وہ نعمتیں دیکھتا ہے تو جی چاہتا ہے بسنے کی جا تو وہ ہے پر وہاں کوئی لے جائے تو بات بنے اس وقت اللہ فرماتا ہے جا ملک الموت میرا محبوب بندہ خود تیار ہو گیا مسئلہ حل ہو گیا تو جب تک یہ ہستیاں موت کو خود قبول نہیں کرتی ہیں موت ان کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی ہے جب نبی پاک ﷺ کے غلاموں کی یہ شان ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کیا ہوگی اسی لیے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمْرُضُ اِلَّا وَقَدْ یُخَیَّرُ۔

(سنن ابنِ ماجہ رقم الحدیث: 1620، بخاری: 4435)

جو نبی بھی مرضِ موت میں مبتلا ہوتا ہے اسے اختیار ملتا ہے پیارے مجبوری کوئی نہیں، خوشی سے آنا چاہو تو ٹھیک اگر دنیا میں رہنا چاہتے ہو تو رہ سکتے ہو اور ملک الموت اگر جلد بازی سے کام لے لے تو پھر وہ سبق بھی سکھا دیتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو مُکّا مارا کہ نہیں، آنکھ پھوڑی کہ نہیں۔ تو پتہ چلا کہ ان کا ذاتی پروگرام نہ بنے تو پھر یہ ملک الموت کو سبق بھی سکھا دیتے ہیں کہ تُو کون ہے ہماری روح قبض کرنے والا ہماری مرضی کے بغیر تُو کیسے روح قبض کر سکتا ہے تو اللہ کی طرف سے ان کو یہ پاور اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان ہستیوں کی اتباع کرنے کی، ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی اور جس خلوص اور للّٰہیّت کے ساتھ انہوں نے دینِ متین کی خدمت کی ہے جو محبت اللہ اور اللہ کے محبوب ﷺ کی انہیں نصیب تھی اللہ کرے ان کے صدقے میں ہمیں وہ محبت بھی نصیب ہو، وہ جذبے بھی نصیب ہوں اور خلوص کے ساتھ ہمیں اللہ رب العزت دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

